اخلاق حسنہ سیرت طیبہ ﷺ کی روشنی میں
﴿تقابلی مطالعہ﴾

❀ مفتی فیض اللہ آزاد

دنیا میں جب سے انسان کا وجود ہے اسی وقت سے اخلاقی تعلیم کا وجود بھی ہے، اپنے جسم کی زندگی کو برقرار رکھنے کیلئے انسانی روٹی، پانی کی ضرورت محسوس کرتا ہے اور پھر اس کیلئے محنت کرتا ہے، اسی طرح اپنی انسانیت کو زندہ رکھنے کیلئے اسے اخلاقی تعلیم اور اس پر عمل کرنے کی ضرورت محسوس پڑتی ہے۔ شروع زندگی سے لے کر آج تک سینکڑوں اخلاقی معلم اخلاقی ہدایات لے کر آتے رہے اور انہوں نے آسمانی تعلیمات کے مطابق دنیا کو اچھے اخلاق کا راستہ بتایا اور اس پر چلایا۔

اسی طرح عقل و دانش کی روشنی میں اخلاقیات کا سبق دینے والے حکمائے اخلاق بھی ہر دور میں پیدا ہوتے رہے اور اپنے اخلاقی فلسفہ سے دنیا کو اخلاق حسنہ کی روشنی پہنچاتے رہے۔

علم اخلاق کے آسمانی رہنماؤں اور معلموں میں حضرت آدمؑ سے حضرت عیسیٰؑ تک بڑے بڑے اخلاق معلم نظر آتے ہیں جن کی اخلاقی عظمت سے انکار نہیں کیا جا سکتا اور سقراط، افلاطون اور ارسطو جیسے حکمائے اخلاق کی فلسفیانہ کاوشوں کو بھی تسلیم کرنا پڑتا ہے، لیکن سوال یہ ہے کہ آج کی دنیا کے سامنے ایسا اخلاقی معلم کون ہے جس کے پاس اخلاق حسنہ کی تعلیم اور اعلیٰ اخلاقیات کا نظام بھی مکمل طور پر موجود ہو اور اس تعلیم و فلسفہ کے مطابق عملی زندگی کے ہر شعبے کیلئے اعلیٰ اخلاق کا نمونہ بھی دنیا کے سامنے بے نقاب ہو۔

تاریخ نے ایسے کامل اخلاقی معلم کے طور پر اگر کسی کو پیش کیا ہے تو وہ حضرت محمد ﷺ ہیں، اس سے کسی اخلاقی معلم کے مرتبہ میں کمی کا خیال نہ کیا جائے، حضرت موسیٰؑ یا حضرت عیسیٰؑ یا

❀ مہتمم جامعہ دارالعلوم حنفیہ اورنگی ٹاؤن کراچی، خطیب و امام جامع مسجد امیر دولۃ قطر مدیر اعلیٰ "ماہنامہ الفیض"

کوئی اور، یہ سب اخلاقی پیشوا اپنے اپنے دور میں اپنے اپنے حالات کے مطابق اپنی اپنی قوموں اور بستیوں کو اخلاقی روشنی پہنچانے کا کام پورا کر کے اس دنیا سے چلے گئے، لیکن اخلاق کی تکمیل کیلئے آخر میں آنے والے اخلاقی معلم (رسول عربیﷺ کے ذمہ یہ کام چھوڑ گئے کہ جب انسانی زندگی اپنے پورے پھیلاؤ کے ساتھ درجہ کمال کو پہنچنے لگے تو اس وقت وہ آخری رسول اپنی مکمل تعلیم اور مکمل سیرت کے ساتھ دنیا پر ظاہر ہو جائے اور انفرادی زندگی سے لے کر سماجی، اجتماعی اور سیاسی زندگی کے ہر گوشہ میں اعلیٰ اخلاق کا عملی نمونہ دنیا کے سامنے پیش فرمائیں۔

رسول پاکﷺ کے متعلق قرآن کریم کا اعلان

قرآن کریم نے رسول اللہﷺ کی اخلاقی عظمت کے متعلق آسمانی اعلان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

انک لعلی خلق عظیم (۱)

اے محمد! (ﷺ) بیشک تم اخلاق کے بڑے درجہ پر قائم ہو۔

اعلیٰ اخلاق کی تشریح کرتے ہوئے دوسرے مقام پر اعلان فرمایا:

وما ارسلناک الا رحمة للعلمین (۲)

(اے محمدؐ) ہم نے تمہیں جہان والوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

اعلیٰ اور بلند اخلاق کا کمال یہ ہے کہ آپ کی ذات گرامی تمام عالم کیلئے، تمام قوموں کیلئے اور تمام زندگی کیلئے رحمت وکرم ہے، زندگی کے ہر گوشہ کیلئے رحمت ومہر بےکراں ہے۔

اس مقام کی وضاحت کرتے ہوئے سورۂ آل عمران میں فرمایا ہے۔

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَا نْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ (۳)

"اے تعالیٰ کے کرم سے اے رسول! ﷺ تم ان لوگوں کیلئے نرم دل ہو اور اگر تم سخت مزاج اور سخت دل ہوتے تو یہ لوگ تمہیں چھوڑ کر بھاگ جاتے، پس ان کے ساتھ عفو ودرگذر کا معاملہ کرو، ان کیلئے دعاء کرو اور معاملات میں ان سے مشورہ کیا کرو۔"

نرم مزاج اور نرم دل ہونا، لوگوں کے ساتھ معافی کا برتاؤ کرنا، لوگوں کے حق میں بھلائی کی دعا کرنا اور ان سے مشورہ کر کے ان کی حوصلہ افزائی اور عزت بڑھانا اخلاق حسنہ کی اصل روح ہے۔ اور حضور اکرم ﷺ کے حقیقی مقام ''رحمۃ اللعالمین'' کی یہی تشریح ہے اور اسی صفت کو اعلیٰ اخلاق کی بنیاد کہا جاتا ہے۔

اور مزید صحابۂ کرامؓ آپ ﷺ کے بارے میں فرماتے ہیں:

(۱) عن عبداللّٰہ بن عمرو بن العاص رضی اللّٰہ عنہما قال: لم یکن رسول اللّٰہ ﷺ فاحشاً ولا متفحشاً وکان یقول...... ((ان من خیارکم أحسنکم أخلاقاً)) (۴)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نہ فحش گو تھے نہ بتکلف فحش گوئی اختیار کرنے والے، اور آپ یہ فرمایا کرتے تھے:

''تم سے بہترین لوگ وہ ہیں جو بہترین اخلاق والے ہوں۔''

(۲) عن عائشۃ رضی اللّٰہ عنہا قالت: ما رأیت رسول اللّٰہ ﷺ مستجمعاً قط ضاحکاً حتی تری منہ لھواتہ انما کان یبتسم)) (۵)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو کبھی ایسا کھل کھلا کر ہنستا ہوا نہیں دیکھا کہ آپ کے حلق کا کوا نظر آنے لگے، آپ صرف مسکرا دیا کرتے تھے۔

اخلاق کی تعریف

اکثر لوگوں کا خیال ہے کہ اچھے اخلاق خندہ پیشانی، نرم لب ولہجہ اور اطاعات ظاہری کا نام ہے جبکہ بداخلاقی کا اطلاق ان اوصاف کے اضداد پر کیا جاتا ہے بالفاظ دیگر اخلاق کو افعال جوارح اور ظاہری کردار تک محدود سمجھنا ایک عام تاثر ہے۔

مگر یہ تاثر اور اخلاق کا یہ تصور صحیح نہیں۔ بلکہ اخلاق در حقیقت ان نفسیاتی کیفیات اور ملکات کا نام ہے جو نفس میں خلقی اور مستقل طور پر جمی ہوئی ہوں تاہم ان کے اثرات کا مشاہدہ ظاہری جسم پر ضرور کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ سید شریف اور امام غزالیؒ نے اخلاق کی یہی تعریف کی ہے۔

"خلق وہ ہیئت راسخہ (ملکہ) ہے نفس میں، جس سے بلا فکر و تامل بہ آسانی افعال صادر ہوتے ہوں۔ پس اگر یہ ہیئت ایسی ہے کہ اس سے ایسے افعال صادر ہوں جو عقلاً و شرعاً عمدہ ہیں تو اس ہیئت کا نام اخلاق حسنہ ہے اور اگر اس سے بُرے افعال صادر ہوں تو اس کیفیت کا نام اخلاق سیئہ (بُرے اخلاق) ہیں۔

علامہ قرطبیؒ اخلاق کی تعریف یوں کرتے ہیں:

"یعنی خلق وہ ادب ہے جس کو انسان اپنے اوپر لازم کرے چونکہ (اس التزام سے) یہ پیدائشی خصلت کی طرح (بمنزلہ جزء) بن جاتا ہے۔ اس لئے اس کو خلق کہتے ہیں۔ اور جس ادب پر انسان کی طبیعت بنائی گئی ہو اس کو لغت میں خیم کہتے ہیں۔

آپ ﷺ کے اخلاق کے دو پہلو زیر غور لاتے ہیں۔

(۱) اخلاقی کردار (۲) اخلاقی تعلیمات

(۱) آپ ﷺ کا اخلاقی کردار

اکثر رحمۃ اللعالمین ﷺ گھر والوں کے ساتھ ملکر کھانا پکاتے جب وہ تھک جاتے ان کے ساتھ چکی پیتے، بازار سے بوجھ اٹھا کر لانے میں عار نہ ہوتا۔ غنی و مفلس سے برابر کا مصافحہ فرماتے اور خود ہاتھ نہ چھوڑتے جب تک وہ دوسرا ہی ہاتھ نہ چھوڑتا۔ ہجوم حج میں کوئی شخص لوگوں کو ہٹانے والا آپ ﷺ کے آگے نہ ہوتا اور اسی بھیڑ میں سے آپ بھی گذرتے۔ حضرت انس بن مالکؓ نے آنحضرت ﷺ کی چھت پر جانے کی سیڑھی کو گرا ہوا دیکھا تو مٹی کے ساتھ اس کی مرمت کا ارادہ کیا۔ آپ ﷺ نے روکا اور فرمایا میرا اور دنیا کا کیا تعلق، میں دنیا میں جاہ و نمائش اور فضولیات کی بربادی کیلئے بھیجا گیا ہوں نہ کہ ان کی آبادی کیلئے۔

ام المؤمنین حضرت حفصہؓ فرماتی ہیں میرے گھر میں آنحضرت ﷺ کا بستر صرف بوریا تھا اسے دو تہہ کر کے بچھا دیا جاتا۔ ایک رات چار تہہ کر کے بچھا دیا تو بستر نرم ہو گیا، آپؐ نے فرمایا کہ آئندہ ایسا نہ کرنا مجھے شب بیداری سے اس نے باز رکھا۔

حضور رحمۃ اللعالمین ﷺ ایک دن کسی شخص کے ساتھ جنگل میں تشریف لے گئے اور زمین

کھود کر دو مسواکیں نکالیں۔ایک سیدھی تھی اور دوسری ٹیڑھی۔حضورؑ نے ٹیڑھی مسواک خود لے لی اور سیدھی اس شخص کو دیدی۔اُس نے عرض کیا اچھی مسواک آپؐ خود رکھیں۔فرمایا نہیں اگر کوئی شخص ایک گھڑی بھی کسی کے ساتھ رہے تو قیامت کے دن پوچھا جائے گا کہ حق صحبت بجالایا یا نہیں؟(۷)

(ا) معصوم جوانی،قوت،امانت اور خدمت

رسول اللہ ﷺ اور معلم اخلاق کا بچپن اپنے اندر غیر معمولی برکت رکھنے کی وجہ سے اپنے ماحول میں الگ اور ممتاز نظر آتا ہے اور اس کی جوانی،قوت،امانت اور خدمت کا اعلیٰ نمونہ ہونے کے سبب اس کی صداقت کا کھلا نشان بنتی ہے اور نبی منصب نبوت پر سرفراز ہو کر اپنے اسی اعلیٰ کردار کو دلیل کے طور پر پیش کرتا ہے۔

نبوت کی پچھلی تاریخ میں جوانی کے دو کردار بہت مشہور ہیں،ایک کردار حضرت موسیٰؑ کا اور دوسرا حضرت یوسفؑ کا حضرت یوسفؑ کا اخلاقی کردار امانت اور خدمت میں نمایاں شہرت رکھتا ہے۔یوسفؑ ایک صاحب جمال نوجوان ہیں اور ایک صاحب جمال مصری خاتون (زلیخا) کے گھر میں ایک غلام کی حیثیت سے زندگی گزار رہے ہیں اور اس عورت کے ممنون احسان ہیں مگر جب وہ عورت اپنے اس پروردہ غلام کو دعوت عیش دیتی ہے تو یوسفؑ معاذ اللہ کہہ کر وہاں سے بھاگ پڑتے ہیں۔پھر اس کے نتیجے میں جیل خانہ کی مشقت کا دور آجاتا ہے۔یوسفؑ جیل خانہ میں نہایت صبر واستقلال کے ساتھ قیدیوں کی خدمت کرتے ہیں اور ان میں دعوت حق پھیلاتے ہیں۔یہ امانت،شرافت اور خدمت کا اعلیٰ کردار ہے۔

دوسرا اخلاقی کردار جسے قرآن کریم نے نمایاں کر کے پیش کیا ہے حضرت موسیٰؑ کا ہے یہ قوت،امانت اور خدمت کی تینوں صفتوں کا اعلیٰ نمونہ ہے حضرت موسیٰؑ جس بادشاہ کی گود میں پلے ہیں اس بادشاہ کے مظالم اپنی قوم کے اوپر دیکھ کر بے تاب ہو جاتے ہیں اور ایک موقع پر ایک قبطی کو طمانچہ مار کر بے جان کر دیتے ہیں۔یہ قوت اور جوش وجلال تھا پھر اس جوش حق کی پاداش میں وطن سے نکالے جاتے ہیں اور حضرت شعیب کے گھرانے کی خدمت کرتے ہیں۔شعیبؑ کی بیٹی مصری

نوجوان کو کنویں پر پانی پلاتا دیکھ کر باپ سے کہتی ہیں۔

اِنَّ خَیْرَ مَنِ اسْتَأْجَرْتَ الْقَوِیُّ الْاَمِیْنُ (۸)

"اے باپ! بلاشبہ اچھا ملازم وہ ہے جو طاقتور اور امانتدار ہو۔"

یہ نوجوان شعیبؑ کے گھر کی خدمت انجام دینے پر مقرر ہو جاتا ہے اور اس طرح پیغمبر کی تربیت میں رہ کر اپنے اخلاقی کردار کو پختہ کرتا ہے۔

اب نوجوان قریشی ہاشمی کو دیکھو! یہ کس ماحول میں آنکھیں کھولتا ہے؟ ایک تاریک ماحول ہے، چوری، شراب اور قتل وغارت گری کا بازار گرم ہے، قومی شاعر اپنی بہنوں سے عشق بازی کرتے ہیں اور اس پر شاعری کرتے ہیں۔ بیٹا اپنی سوتیلی بیوہ ماں سے شادی کرتا ہے۔ اس گندے معاشرے میں یہ ہاشمی نوجوان طاقت اور حسن وجمال کا پیکر ہے اور پھر تہذیب وشائستگی کا پتلا ہے۔ اس کا دل، اس کی نگاہ اور اس کے جذبات بے داغ ہیں، اس کا بہترین مشغلہ خلق خدا کی خدمت اور تلاش حق ہے۔

یوسفؑ کی شرافت اور موسیٰؑ کا جلال اس کے اعلیٰ اخلاقی کردار پر قربان ہے۔ قوم اسے "الامین کہہ کر پکارنے لگتی ہے اور اس کے اعلیٰ اخلاقی کرادر کو خراج تحسین پیش کرتی ہے۔ کہنے والے نے کیا خوب کہا

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

جوانی میں ضبط نفس اور پاکبازی

اس ہاشمی نوجوان نے جوانی میں نفسانی خواہش پر ضبط اور کنٹرول کی جو مثال قائم کی وہ یوسفؑ کی پاکبازی سے بہت زیادہ حیرت انگیز ہے۔ ۲۵ سال کی عمر تک کا زمانہ جوانی کی رنگین امنگوں اور حسین ولولوں کا زمانہ ہوتا ہے یہ سارا دور اس جوان نے مجرد رہ کر گذارا اور اخلاقی کریکٹر اس قدر پاکیزہ رکھا کہ کسی دشمن کو انگلی رکھنے کا موقع نہ ملا۔ ابو جہل اور اس کی پارٹی نے سخت سے سخت مخالفت کی۔ دیوانگی، جنون اور کہانت کے بے بنیاد الزامات لگائے مگر اس صاف ستھرے

نوجوان کے اخلاق پر طعنے کرنے کی کسی کو جرات نہ ہوسکی۔ حضورﷺ کے چال چلن پر اگر یہ مخالف ذرا سا داغ پا لیتے تو آپؐ کے شخصی وقار کو گرانے کیلئے میل کا بیل اور تنکے کا شہتیر بنا دیتے لیکن جہاں اس کی جوانی چاند سورج سے زیادہ روشن پھولوں سے زیادہ پاکیزہ اور معطر تھی وہاں دشمن زبان کھولتے تو کس طرح۔

۲۵ سال اس طرح پاکبازی کے ساتھ گذار کر یہ نوجوان کسی دوشیزہ لڑکی سے نہیں بلکہ ایک بیوہ عورت (خدیجہ کبریٰؓ) سے نکاح کرتا ہے جس کی عمر چالیس سال ہے یہ دو دفعہ بیوگی کے داغ سہہ چکی ہے۔ ہاں اس کا کریکٹر عرب کے گندے ماحول میں نہایت بلند ہے، قوم اس بیوہ کو ''طاہرہ'' کے لقب سے پکارتی ہے اور اسی خوبی کو یہ طاہر وطیب نوجوان پسند کرتا ہے۔ خود اعلیٰ اکلاق کا مجسمہ ہے اور اپنی رفیقہ حیات کیلئے ایک نمونہ اخلاق خاتون کا انتخاب کرتا ہے۔

حضرت خدیجہ کبریٰؓ کے ساتھ حضورﷺ نے زندگی کے ۲۸ سال گذارے نبوت سے پہلے ۱۵ سال میں زیادہ وقت تجارت، خدمت خلق اور علیحدگی میں تلاش خدا میں صرف کیا اور اور ۱۳ سال نبوت کے بعد تبلیغ ودعوت کی بے پناہ سختیوں میں بسر ہوئے۔

یہ سارا دور نہایت محبت اور خوش گواری سے گذرا۔ ایک دن کِل کِل اور بدمزگی نہ ہوئی۔ شکوہ وشکایت کی جگہ صبر وشکر اور باہمی تعاون قائم رہا۔

حضرت خدیجہؓ نے انتخاب کیوں کیا؟

خدیجہ کبریٰؓ عرب کی کامیاب تاجر خاتوں تھیں اور حضور اکرمﷺ کو اپنی تجارت میں شریک کر کے اور تجارتی قافلوں میں بھیج کر آپؐ کے اخلاقی کردار کا قریب سے تجربہ کر چکی تھیں اس لئے خود فرماتی ہیں۔

انی رغبت فیل لحسن خلقک وصدق حدیثک (۹)

''میں نے آپؐ کے اعلیٰ اخلاق اور زبانی کی سچائی کی وجہ سے منتخب کیا ہے۔''

خدیجہ کبریٰؓ ایک مال دار خاتون تھیں اور قریش کے بڑے بڑے لوگ ان کے ساتھ شادی کرنے کے خواہش مند تھے، لیکن حضرت خدیجہؓ نے تمام پیغامات کو ٹھکرا کر آپ کو پسند کیا۔ خدیجہ

کبریٰؓ کے رشتہ دار حضور ﷺ کی غربت کے سبب اس رشتہ کو اچھا نہیں سمجھ رہے تھے۔ حضور ﷺ کے چچا ابو طالب کو اس بات کا علم تھا چنانچہ آپ نے اپنے بھتیجے کی طرف سے خطبہ نکاح پڑھتے ہوئے حضور ﷺ کے شاندار مستقبل کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا:

''میرا یہ بھتیجا محمد (ﷺ) اس شان کا نوجوان ہے کہ جس شخص سے بھی اس کا مقابلہ شرافت، عقل مندی اور بزرگی میں کیا جائے تو یہ اس سے بڑھ جائے گا، مگر مال و دولت ڈھلنے والا سایہ ہے اور یہ بدلنے والی چیز ہے اور یہ نوجوان خدا کی قسم! اس کا مستقبل عظیم ہوگا اور اس کی بات اونچی رہے گی۔'' (۱۰)

دانش مندی کا ایک واقعہ

بیت اللہ میں حجر اسود نصب کرنے کا واقعہ مشہور ہے۔ قریش کعبہ کی ازسرِ نو تعمیر سے فارغ ہو کر اس کی دیوار میں حجر اسود لگانے پر آپس میں جھگڑا کرنے لگے۔ ہر قبیلہ چاہتا تھا کہ یہ سعادت ہمارے حصے میں آئے۔ بات اتنی بڑھی کہ تلواریں نکل آئیں۔ خون سے بھرے پیالوں میں انگلیاں ڈبو کر قسمیں کھائی جانے لگیں۔ اور اسی جھگڑے میں چار دن لگ گئے۔ پانچویں دن قریش کے بوڑھے سردار ابو امیہ نے یہ تجویز پیش کی کہ جو شخص صبح کو سب سے پہلے کعبہ میں آجائے اسی کو اس جھگڑے میں ثالث بنالیا جائے۔ سب نے اس سے اتفاق کرلیا۔ صبح کو ہر شخص سب سے پہلے پہنچنے کے ارادہ سے جلدی جلدی گھر سے نکلا لیکن حرم میں داخل ہو کر سب نے یہ دیکھا کہ عرب کا وہ جواں سال و جواں بخت نوجوان کعبہ میں سب سے پہلے موجود ہے۔

قرارداد کے مطابق حضور ﷺ حکم بنادیئے گئے۔ آپؐ چاہتے تو حجر اسود لگانے کا تنہا اپنے لئے فیصلہ کرسکتے تھے لیکن آپؐ نے اس سعادت میں سب کو شریک کرنے کیلئے ایک تجویز پیش کی اور فرمایا، جو جو قبیلے اپنے آپ کو اس شرف کا حقدار سمجھتے ہیں وہ اپنا ایک ایک نمائندہ چن کر مجھے دیں۔ پھر آپؐ نے اپنی چادر مبارک بچھائی اور اس پر حجر اسود رکھ دیا اور ان نمائندوں سے کہا کہ اس چادر کو سب مل کر اٹھائیں اور دیوار کعبہ کے پاس رکھ دیں اور پھر آپؐ نے اپنے دستِ مبارک سے حجر اسود کو اس کی جگہ پر نصب کردیا۔

اس واقعہ سے اس نوجوان کی صلح پسندی اور دانش مندی کی دھاک بیٹھ گئی اور سرداران قوم کے سر اس کی اخلاقی عظمت کے سامنے جھک گئے (۱۱)

حضرت خدیجہؓ کا خراج عقیدت

حضور اکرم ﷺ کی نبوت سے پہلے کی چالیس سالہ زندگی کا یہ مختصر خاکہ ہے جو شرافت، امانت اور خدمت کا اعلیٰ نمونہ ہے۔ حضور ﷺ کے اسی اخلاقی کردار کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے وحی الٰہی کی پہلی آمد کے موقع پر حضرت خدیجہ کبریٰؓ نے فرمایا تھا:

واللّٰہ ما یخزیک اللّٰہ ابدًا انک لتصل الرحم وتحمل الکل وتکسب المعدوم وتقری الضیف وتعین علی نوائب الحق

"خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ کبھی آپ کو رسوا نہیں کرے گا۔ آپ رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرتے ہیں۔ لوگوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔ بیروزگاروں کو کمانے کے قابل کرتے ہیں مہمانوں کی خاطر کرتے ہیں اور لوگوں کی جائز مصیبت میں ان کی مدد کرتے ہیں۔"

(۱) آپ ﷺ کا اپنے سے بڑوں کے ساتھ اخلاق

حضور اکرم ﷺ کی زندگی میں اپنے سے بڑوں کے ساتھ اخلاق کا نہایت شریفانہ کردار ملتا ہے۔ ماں باپ کیلئے اکثر دعا کرتے رہتے تھے۔ رضاعی ماں باپ جب آپ کو ملنے آتے تو آپ اپنی چادر مبارک زمین پر ڈال دیتے تھے۔ حضور ﷺ کی پھوپھی ام ایمن فرماتی ہیں کہ جس وقت جناب عبدالمطلب کا جنازہ اٹھا تو میں نے محمد ﷺ کو دیکھا کہ آپ جنازے کے پیچھے روتے ہوئے جا رہے تھے اس وقت آپ کی عمر شریف آٹھ سال کی تھی۔ (۱۲)

اپنے چھوٹوں کے ساتھ حضور ﷺ کے اخلاق

ایک معلم اخلاق کی حیثیت سے جہاں حضور ﷺ اپنے چھوٹوں کے ساتھ محبت اور پیار کا بہتر برتاؤ کرتے تھے، وہاں محبت کے جوش میں کبھی چھوٹوں کی تربیت اور فہمائش سے غفلت نہیں فرماتے تھے۔ محبت کے وقت محبت اور نصیحت کے وقت نصیحت، یہ آپ کا اخلاقی اصول تھا۔ آپ

نے باپ کی حیثیت سے اپنی اولاد کے ساتھ، نانا کی حیثیت سے اپنے نواسوں کے ساتھ، چچا کی حیثیت سے اپنی بھتیجی کے ساتھ اور ایک آقا کی حیثیت سے اپنے خادموں کے ساتھ کتنا اعلیٰ اخلاقی برتاؤ کیا۔ اس کی چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں:

عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ ایک انسان اگر روحانی آدمی بنتا ہے تو بال بچوں سے بے تعلق ہو جاتا ہے اور اگر دنیاداری کی طرف جھکتا ہے تو بال بچوں کی محبت میں غرق ہو کر مذہب و اخلاق کو نظر انداز کر دیتا ہے لیکن حضور ﷺ کی زندگی ایسے اعلیٰ اخلاق کی زندگی ہے جس میں بال بچوں کیلئے بے پناہ محبت بھی ہے اور آخرت کے خیال سے ان کی تعلیم و تربیت کا پورا پورا اہتمام بھی ہے۔ یہی معتدل اخلاقی اسوۂ عالم انسانیت کیلئے قابل تقلید ہے۔

حضرت سیدۂ کبریٰ اور ان کے بچوں سے محبت

حضور ﷺ کو اپنی چھوٹی لڑکی خاتون جنت حضرت فاطمہؓ کے ساتھ بے حد محبت تھی روزانہ عشاء کے بعد حضرت سیدہؓ کی خبر لینے کیلئے ان کے مکان پر تشریف لیجاتے بیٹی کو دیکھ کر اپنی جگہ چھوڑ دیتے، کھڑے ہو کر ان کا استقبال کرتے، ان کے بچوں حسنؓ و حسینؓ کو کندھوں پر لئے پھرتے، خطبہ دیتے ہوئے نواسوں کو مسجد میں آتا دیکھتے تو منبر سے اتر کر انہیں گود میں اٹھا لیتے اور منبر کے پاس بٹھا لیتے۔ بیٹی داماد کو سوتا ہوا پاتے تو نواسوں کو اپنے ہاتھ سے بکری کا دودھ نکال کر پلاتے اور انہیں تھپک کر پھر سلا دیتے۔

تعلیم و تربیت کی سختی

اس محبت و شفقت کے باوجود حضور ﷺ نے دین و اخلاق کے معاملہ میں اولاد کے ساتھ کبھی نرمی نہیں برتی، قبیلہ مخزوم کی ایک خاتون فاطمہ سے چوری کا ایک جرم سرزد ہو گیا ان کے رشتہ داروں نے حضرت اسامہؓ کے ذریعہ حضور ﷺ کے پاس سفارش پہنچائی۔ سفارش سن کر آپ ﷺ نے فرمایا، خدا کی قسم! اس فاطمہ کی جگہ اگر میری لخت جگر فاطمہ بھی ہوتی اور چوری کا الزام ثابت ہو جاتا تو میں اس کا ہاتھ کاٹنے میں بھی دیر نہ کرتا۔

(۲) بیماروں کے ساتھ اخلاق

حضور اکرم ﷺ نے بیماروں کی مزاج پرسی کی سخت تاکید فرمائی ہے، اس نیکی کا بڑا درجہ قرار دیا ہے۔ آپ نے ہدایت کی کہ بیمار کی عیادت کرنا ایک مسلمان پر مسلمان کا حق ہے اسی طرح آپؐ نے غیر مسلموں کی بھی مزاج پرسی کی اور منافقین کی عیادت کیلئے بھی حضور ﷺ تشریف لے گئے۔ آپ نے فرمایا:

جب کسی کی عیادت کیلئے جاؤ تو اس کے ہاتھ اور پیشانی پر اپنا ہاتھ رکھو اور اس کو تسلی دو اور دلاسا دو اور اس کی شفا کیلئے دعا کرو۔ (۱۳)

(۳) غلاموں کے ساتھ اخلاق

عرب میں غلامی کا رواج تھا۔ آپؐ نے اس طبقہ کی آزادی کی تحریک شروع کی اور ان کو سماج میں برابری اور عزت کا مقام دلانے کیلئے زبردست جدوجہد فرمائی۔

قریش مکہ غلاموں کو اپنے ہاں اچھوتوں کی طرح رکھتے تھے، ان کا لباس عام شرفاء قوم سے الگ تھا۔ یہ لوگ سب سے الگ تھلگ رہتے تھے۔ مگر حضور ﷺ انہیں اپنے ساتھ اپنی مجلسوں میں بٹھاتے تھے۔ اپنے ساتھ کھلاتے اور پلاتے تھے۔ حضور ﷺ کی آزادی کی تعلیم کے بعد مالدار لوگوں نے غلاموں کو آزاد کرنا شروع کیا جن میں عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے تیس ہزار غلاموں کو غلامی سے نجات دلوائی۔ یہ سب آپ کی تعلیم اور غلاموں کے ساتھ آپؐ کے حسن اخلاق کا اثر تھا۔

(۴) بیوہ عورتوں کے ساتھ حسن اخلاق

حضور اکرم ﷺ سے پہلے دنیا میں بیوہ عورتیں سماج میں بڑی ذلت کی زندگی گذارتی تھیں، حضور اکرم ﷺ نے بیوہ عورت کو اس ذلت سے نکالا اور اسے سماج میں عزت کا مقام عطا کیا۔ خود حضور اکرم ﷺ نے آٹھ بیوہ عورتوں کو اپنے حرم پاک میں داخل کیا اور بیوہ کے ساتھ نکاح کو اپنی سنت بنا دیا۔

بیوہ کی خدمت کو جہاد کے برابر درجہ عطا فرمایا (۱۴)

(۵) جانوروں کے ساتھ آپ ﷺ کے اخلاق

اسلام کے معلم اخلاق نے جانوروں کے ساتھ بھی نہایت اونچے اور شریفانہ اخلاق کا برتاؤ کیا۔ ایک سفر میں آپ کے کچھ ساتھی ایک چڑیا کے بچے پکڑ لائے، چڑیا اپنے بچوں کی مامتا میں، ان کے اوپر منڈلانے لگی، حضور اکرم ﷺ نے دیکھا تو فرمایا، اس چڑیا کے بچوں کو پکڑ کر کس نے اسے بے قرار کیا ہے؟ اس کے بچوں کو چھوڑ دو۔ (۱۵)

حضور اکرم ﷺ ایک دن ایک باغ میں قضائے حاجت کیلئے تشریف لے گئے یہ باغ ایک انصاری کا تھا۔ اس باغ میں ایک اونٹ تھا، یہ اونٹ حضور اکرم ﷺ کو دیکھ کر بلبلایا اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

فاذا جمل فلما رای النبی ﷺ حن وذرفت عیناه فاتاه النبی ﷺ فمسح ذفراه فسکت فقال من رب هذا الجمل؟ افلا تتقی اللّٰہ فی هذه البهیمة التی ملکک اللّٰہ ایاها فانها شکت الیّ انک تجیعها وتوعبها (۱۶)

''وہ اونٹ حضور ﷺ کو دیکھ کر چیخنے لگا اور اسکی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے حضور ﷺ اس اونٹ کے پاس آئے اور اس کی کنپٹیوں پر ہاتھ پھیرا وہ چپ ہو گیا، آپؐ نے فرمایا، اس کا مالک کون ہے۔'' اس کا مالک حضور ﷺ کے پاس آیا۔ آپؐ نے اس سے فرمایا:

''کیا تم ان جانوروں کے بارے میں خدا کا خوف نہیں کرتے جن کا خدا نے تمہیں مالک بنایا ہے۔ اس اونٹ نے مجھ سے شکایت کی ہے کہ تم اسے تکلیف دیتے ہو اور تھکا دیتے ہو۔''

سرکار دو عالم! ﷺ نے اس بات کی بھی ممانعت فرمائی کہ چوپایوں اور جانوروں کو بازی گری کے طور پر آپس میں لڑایا نہ کرو۔ یہ بھی ان بے زبانوں پر ظلم و زیادتی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حیوانات کو انسانوں کی جس خدمت کیلئے پیدا کیا ہے ان سے وہی خدمت لینی چاہئے۔

(۶) دوستوں کے ساتھ ایک بہترین دوست کے اخلاق

رسول اللہ ﷺ خدا کے بندوں کو خدا کے احکام (قرآن حکیم) پر چلانے اور انکی اخلاقی

زندگی بنانے آئے تھے لیکن آپ یہ تعلیمی اور دعوتی فرض ایک جابر و قاہر حاکم کی طرح انجام دینے پر مامور نہ تھے۔ بلکہ پیار و محبت سے دلوں کی دنیا کو بدلنا آپ کا مذہبی اور تاریخی فریضہ تھا اس لئے خدا تعالیٰ نے آپ کو ایک محبوب اور پیار شخصیت کا مالک بنایا تھا۔

یہی سبب ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے مزاج میں ایک طرف زہد کی متانت اور ایک حاکم کا رعب تھا تو دوسری طرف ایک دوست کی خوش طبعی اور ظرافت بھی تھی۔

احادیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ہنسنے بولنے میں کبھی بازاری پن نہیں آتا تھا۔ آپ ہنستے تھے تو آپ کی کچلیاں ظاہر نہیں ہوتی تھیں۔ بازاروں میں چیخ کر بولنے سے آپ ہمیشہ دور رہتے تھے۔ صحابہ کرامؓ کے ساتھ مذاق کرتے تھے تو اس میں شوخی کے ساتھ ساتھ لطافت ہوتی تھی۔

مشہور ہے کہ آپ ایک دفعہ حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت علیؓ کے ساتھ کھجوریں تناول فرما رہے تھے اور کھجوریں کھا کر اپنی گٹھلیاں حضرت علیؓ کے آگے ڈالے جاتے تھے۔ کھجوریں کھا کر آپ ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا، علیؓ! آج تم نے سب سے زیادہ کھجوریں کھائی ہیں، حضرت علیؓ بھی نہایت حاضر جواب تھے، نہایت ادب کے ساتھ بولے، ہاں حضور! آپ نے تو گٹھلیوں سمیت کھائی ہیں۔ (۷ اشمائل ترمذی)

(۷) مہمانوں اور میزبانوں کے ساتھ حضور ﷺ کے اخلاق

مہمان نوازی عربوں کی قومی خصوصیات میں داخل ہے لیکن رسول عربی ﷺ نے مہمان نوازی کی جو شاندار مثال قائم کی وہ اپنی جگہ نمایاں شان رکھتی ہے۔

حضور اکرم ﷺ کی مہمان نوازی کا ایک عجیب واقعہ امام ترمذی نے ابواب الاطعمہ میں حضرت ابو ہریرہؓ سے نقل کیا ہے؟ وہ فرماتے ہیں حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں ایک غیر مسلم مہمان آیا۔ آپ ﷺ نے اس کیلئے بکری کا دودھ منگایا، وہ مہمان سارا دودھ پی گیا۔ حضور اکرم ﷺ نے پھر دودھ لانے کا حکم دیا وہ مہمان پھر سارا دودھ پی گیا اور اس طرح سات دفعہ سات بکریوں کا دودھ لایا گیا اور وہ آنے والا سب کا سب دودھ پی گیا اور سیر ہو کر چلا گیا۔

دوسرے دن وہ مہمان صبح کو پھر حاضر ہوا اور حضور اکرم ﷺ کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہو گیا حضور اکرم ﷺ نے تواضع کیلئے پھر بکری کا دودھ منگایا، اس مرتبہ بھی مہمان نے سارا دودھ پی لیا، مگر جب دوسری مرتبہ لا گیا تو کچھ دودھ پیا اور کچھ چھوڑ دیا سرکار دو عالم ﷺ نے اس پر فرمایا:

المؤمن یشرب فی معًی واحد و اکل کافر یشرب فی سبعة امعاء

''مومن ایک آنت میں کھاتا پیتا ہے اور کافر سات آنتوں میں۔''

مطلب یہ کہ مومن صبر و قناعت کے ساتھ کھاتا پیتا ہے اور کافر حرص و ہوس کے ساتھ۔

اُمت کو ہدایت فرماتے ہوئے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جو اللہ اور رسول پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہئے کہ مہمان کی عزت کرے۔''

اور اپنے طرز عمل سے بتایا کہ مہمان مسلم ہو یا غیر مسلم سب کا یکساں اعزاز کرنا چاہئے۔

(۸) گاہکوں اور خریداروں کے ساتھ حضور اکرم ﷺ کے اخلاق

حضور اکرم ﷺ نے ایک سوداگر اور تاجر کی حیثیت سے زندگی کا بڑا حصہ گذارا اس تجارتی زندگی میں آپ ﷺ ایک بلند اخلاق تاجر بن کر رہے، دیانتداری، وعدہ کا پاس اور نرمی اور پیار کے رویہ میں آپ ﷺ نے اس قدر شہرت پائی تھی کہ آپ کو ہر بچہ اور بڑا ''آمین'' کہنے لگا تھا۔

حضرت خدیجہ کبریٰؓ سے ان کے غلام میسرہ نے سفر سے واپس آ کر حضور اکرم ﷺ کے انہی اخلاق حسنہ کا ذکر کیا اور بتایا کہ یہ نوجوان نہایت بلند اخلاق کا مالک ہے اور ایسے شخص کے ذریعے تجارت بہت کامیابی کے ساتھ چل سکتی ہے چنانچہ حضرت خدیجہؓ نے ان خوبیوں کی وجہ سے آپ کو زندگی کا مستقل رفیق بنانے کا فیصلہ کر لیا۔

آپؐ نے دکانداروں کو اس انداز سے نرمی اور محبت کی نصیحت فرمائی:

رحم اللہ رجلا سمعا اذا باع واذ اشتری واذا قضٰی

''اللہ تعالیٰ اس دکاندار پر رحم کرے جو خرید و فروخت اور قرضے کے تقاضے میں نرمی اختیار کرے۔''

عبداللہ بن حمساء کا بیان ہے کہ میں نے رسالت سے پہلے ایک دفعہ محمد بن عبداللہ کے

ساتھ ایک معاملہ کیا اور میرے ذمہ آپ کا کچھ باقی رہ گیا، میں نے آپ ﷺ سے عرض کیا میں ابھی لے کر آتا ہوا اتفاق سے میں گھر جانے کے بعد بھول گیا۔ تین دن کے بعد یاد آیا کہ میں آپ ﷺ سے واپسی کا وعدہ کر کے آیا تھا۔ یاد آتے ہی میں فوراً اس مقام پر پہنچا جہاں آپ ﷺ سے بات ہوئی تھی۔ وہاں پہنچ کر کیا دیکھا کہ آپ ﷺ اسی مقام پر میرے انتظار میں کھڑے ہیں۔

آپ ﷺ نے مجھے دیکھ کر صرف اتنا کہا، تم نے مجھے تکلیف دی ہے تین دن سے اسی جگہ تمہارا انتظار کر رہا ہوں (۱۸)

(۹) ازواج مطہرات ؓ کے ساتھ حضور اکرم ﷺ کے اخلاق:

ہادی اسلام ﷺ نے ایک کامل و مکمل رسول کی حیثیت سے اس مشکل کام کو آسان کر کے دکھایا اور ذکر و عبادت کے روحانی کاموں کے ساتھ بال بچوں کی رفاقت میں خوشحال اور پرمسرت زندگی بسر کرنے کی شاندار مثال قائم کی حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

خیر کم خیر کم الاھلہ

''تم میں بہترین انسان وہ ہے جو اپنے بال بچوں کے لئے اچھا ہو۔''

مطلب یہ ہے کہ اس دور میں انسانیت بالغ ہو چکی ہے اور اپنے کمال کو پہنچ رہی ہے اس دور میں اچھائی کا پیمانہ یہ نہیں ہے کہ انسان گھریلو زندگی سے الگ تھلگ رہ کر ذکر و عبادت میں وقت گذارے بلکہ آج کا اچھا انسان وہ ہے جو اخلاق و روحانیت کے ساتھ اپنے گھر والوں کے ساتھ بھی اچھا اور بہتر ثابت ہو۔

(۲) رسول اللہ ﷺ کی اخلاقی تعلیمات

آپ ﷺ کی تعلیمات کے چند پہلو زیر غور لاتے ہیں۔

(۱) عفت، نیک چلنی، کیریکٹر کی بلندی

لیس المؤمن بالطعان و لا اللّعان و لا الفاحشِ و لا البذی (۱۹)

''وہ شخص مومن نہیں جو کسی کو عیب لگائے، چغل خوری کرے یا کسی کو طعنہ دے اور نہ وہ شخص

مومن ہے جو کسی کو گالیاں دے، کسی کو شرمندہ کرے، کسی کو دھتکارے اور نہ وہ مومن ہے جو بدزبانی کرے، بے حیائی کرے، بدکاری کرے، اور نہ بداخلاق، بدزبان اور بدچلن،

(۲) صدق، سچائی

تحروا الصدق وان رأیتم فیه الهلکة فان فیه النجاة واجتنبو الکذب وان رأیتم فیه النجاة فان فیه الهلکة (۲۰)

سچائی کا ارادہ کرو، سچائی پر قائم رہو اگرچہ تمہیں اس میں ہلاکت نظر آئے، کیونکہ اس میں نجات ہے اور جھوٹ سے دور رہو اگرچہ اس میں تمہیں نجات نظر آئے، بے شک اس میں ہلاکت ہے۔

لا یحل الکذب الا فی ثلاث، یحدّث الرّجُلُ امراته لیرضَیَها والکذب فی الحرب وفی الاصلاح بین الناس (۲۱)

تین موقعوں پر جھوٹ بولنے کی اجازت ہے، شوہر اپنی بیوی کو راضی کرنے کیلئے بولے، میدان جنگ میں اور لوگوں کے درمیان صلح صفائی کرانے کیلئے۔"

(۱۰) پابندی عہد

عهد المؤمن دین وعدة المؤمن کالاخذ بالید (۲۲)

"مومن کا وعدہ دین ہے اور مومن کا وعدہ ایسا ہے جیسے اس نے ہاتھ پکڑ لیا"

(۱۱) خوش طبعی

لاخیر فیمن لایطرب ولایطرب (۲۳)

اس شخص میں کوئی خیر نہیں جو نہ تو خود خوش رہتا ہے اور نہ دوسروں کو خوش کرتا ہے۔"

کل معروف صدقة ومن المعروف ان تلقی اخاک بوجه طلقٍ (۲۴)

نیکیوں میں شامل ہے کہ تو اپنے بھائی سے ملے تو تیرا چہرہ خوش وخرم ہو اور خندہ پیشانی کے ساتھ ملے۔"

(۱۲) عدل وانصاف

((وَلاَ یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰی اَنْ لاَّ تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا ھُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی، وَاتَّقُوْاللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ)) (۲۵)

''مسلمانو! کسی گروہ کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم ان کے ساتھ بے انصافی کرنے لگو، انصاف کرو، وہ پرہیزگاری کے قریب ہے خدا سے ڈرو، بیشک خدا تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے۔''

الظلم ظلمات یوم القیامة (۲۶)

''ظلم قیامت کے دن تاریکیاں بن کر نمودار ہوگا۔''

(۱۳) شجاعت وقوت

وَاَعِدُّوْا لَھُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ (۲۷ الایة)

''جتنی قوت وطاقت تم پیدا کر سکتے ہو، وہ پیدا کرو۔''

المؤمن القوی خیر واحب الی اللّٰہ من المؤمن الضعیف افضل الجھاد کلمة حقٍ عند سلطان جائرٍ (۲۹)

طاقتور مومن بہتر ہے، کمزور مومن سے، اور خدا کو پسند ہے، بہترین جہاد حق بات کہنا ہے ظالم حاکم کے سامنے''

(۱۴) اقتصادی خوشحالی

فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ (۳۰)

''جب تم نماز جمعہ سے فارغ ہو جاؤ تو خدا کی زمین پر پھیل جاؤ اور خدا کا فضل (روزی) تلاش کرو۔''

نعم العون علی تقوی اللّٰہ المال (۳۱)

''بہترین مددگار تقویٰ کا مال ہے''۔

(مال سے خیرات، حج وزکوٰۃ اور اہل وعیال اور دوسرے ضرورت مندوں کی کفالت کی جاتی ہے، مال سے تعلیم وجہاد کا انتظام ہوتا ہے)

ان تعلیمات کا حاصل کلام یہ ہوا کہ:

حضور اکرم ﷺ کے اخلاقی تعلیم کی چار خصوصیات

(۱) رحمت عالم ﷺ نے ایمان، عبادت، رضائے الٰہی، جنت اور آخرت کی کامرانی کا دارومدار اعلیٰ اخلاق پر رکھا اور صاف صاف فرمایا:

((احسنکم احسنکم اخلاقا))

تم میں سب سے اچھا وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہیں۔

حضور اکرم ﷺ کی اخلاقی تعلیمات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے آپ ﷺ نے انسان کو یہ بتایا کہ خدا تعالیٰ کسی انسان سے اسی وقت راضی ہو سکتا ہے اور کوئی انسان اسی وقت عبادت گذار کہلایا جا سکتا ہے اور کسی مرد و عورت کو آخرت کی فلاح و کامرانی اسی وقت نصیب ہو سکتی ہے جب وہ خدا کی مخلوق کے حقوق اچھی طرح ادا کرے اور اسی کا نام اعلیٰ اخلاق ہے۔

حضور اکرم ﷺ کا یہی وہ اخلاقی کارنامہ ہے جو آپؐ سے پہلے کہیں نظر نہیں آتا اسلام سے پہلے ایک انسان اپنے بھائی بندوں سے بالکل کنارہ کش اور بے تعلق ہو کر جنگلوں میں رہتا تھا اور وہ خدا کی محبت کا حق دار بن جاتا تھا۔

اخلاق انسانی کی یہ تعلیم اپنے دور کے لحاظ سے درست ہو گی لیکن انسانی ترقی اور انسانی تعلقات کی وسعت اور پھیلاؤ کے دور میں اسی تعلیم کی ضرورت تھی جو آخری معلم اخلاق نے پیش کی۔

(۲) رسول اللہ ﷺ کی اخلاقی تعلیم کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ آپ ﷺ نے اخلاق حسنہ کا اصل مقصود خدا کی خوشنودی حاصل کرنا قرار دیا اور فرمایا:

((اخلصوا اعمالکم فان اللّٰہ لا یقبل الا من خلص لہ))

اپنے نیک اعمال میں اخلاص پیدا کرو کیونکہ خدا تعالیٰ وہی نیکیاں قبول کرتا ہے جو اس کی رضامندی کیلئے کی جاتی ہیں۔

اخلاص وللّٰہیت کی یہ وہ تعلیم ہے جس سے اخلاقی ترقی کے امکانات کی کوئی انتہا نہیں رہتی۔

(۳) رحمت عالم ﷺ کی اخلاقی تعلیم کی تیسری بڑی خصوصیت یہ ہے کہ آپ ﷺ نے خدا اور آخرت کے خوف سے لوگوں میں اخلاق حسنہ پر چلنے کی رغبت اور آمادگی پیدا کی، پولیس

اور فوج کا خارجی دباؤ ہر وقت انسان پر قائم نہیں رہ سکتا، لیکن خدا کا خوف اور آخرت کا یقین ہر لمحہ انسان کے اندر موجود رہتا ہے اور انسان کو ظلم و زیادتی سے بچا کر رحم و انصاف پر آمادہ کرتا ہے۔:

(۴) رسول اللہ ﷺ کی چوتھی اور سب سے اہم خصوصیت یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے انفرادی اور سماجی تعلقات کے ساتھ ساتھ اجتماعی اور سیاسی معاملات میں اخلاق و شرافت کا اعلیٰ معیار قائم کیا۔(۳۲)

حواشی و حوالہ جات

(۱) سورہ ن: آیت ۴
(۲) سورہ انبیا: آیت ۱۰۷:
(۳) آل عمران آیت ۱۵۹
(۴) رواہ البخاری و مسلم
(۵) رواہ البخاری و مسلم
(۸) سورہ قصص آیت ۲۶
(۹) اصح السیر ص ۱۱
(۱۰) اصح السیر ص ۱۱
(۱۱) خصائص کبریٰ جلال الدین سیوطی ص ۹۸
(۱۲) ابن سعد ج ۱ ص ۴۷
(۱۳) سیرت النبی ص ۲۱۶
(۱۴) سیرت النبی ج ۶ ص ۲۰۹
(۱۶) ابوداؤد ج ۲ ص ۳۵۲
(۱۷) شمائل ترمذی
(۱۸) سیرۃ المصطفیٰ ج ۱ ص ۷۱ بحوال ابوداؤد
(۱۹) کنز العمال ج ۲، ص ۱۵
(۲۰) کنز العمال ج ۲، ص ۴۷
(۲۱) فتح الباری ج ۶ ص ۱۱۹
(۲۲) کنز العمال
(۲۳) المنتخب من السنۃ ج ۷ ص ۲۹۸
(۲۴) سورہ مائدہ
(۲۵) سورہ مائدہ
(۲۶) فتح المہدی ج ۲ ص ۲۳۸
(۲۷) الایۃ
(۲۹) مسلم کتاب القدر
(۳۰) سورہ جمعہ
(۳۱) کنز العمال، عن جابرؓ
(۳۲) اخلاق رسول ﷺ حضرت مولانا اخلاق حسین صاحب قاسمی

اساتذہ کرام کے لئے کمپیوٹر ٹریننگ
حاصل کرنے کا نادر موقع

انجمن اساتذہ علوم اسلامیہ کے زیراہتمام

حکومت سندھ ایجوکیشن ڈپارٹ کے تعاون سے

اساتذہ کرام کے لئے مختصر ایام کا کمپیوٹر ٹریننگ کورس کا اہتمام کیا جارہا ہے

جوخواتین وحضرات دلچسپی رکھتے ہیں وہ جلد سے جلد رابطہ فرماکر

اپنے نام کی رجسٹریشن کروائیں

تاکہ تفصیلی پروگرام اور اوقات و تاریخ سے

آگاہ کیا جاسکے۔

نوٹ: واضح رہے شرکاء کو باقاعدہ سرٹیفکیٹ جاری کیا جائے گا،

اور شرکاء سے کوئی فیس وصول نہیں کی جائے گی۔

چیف آرگنائزر

پروفیسر مفتی محمد عمار صاحب

(اسلامیہ سائنس کالج گرومندر)